غلام احمد قادیانی
إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء ۔ عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵
تار کا پتہ الفضل قادیان
THE ALFAZL
QADIAN
ایڈیٹر غلام نبی
فی پرچہ ایک آنہ
اخبار ہفتہ میں دو بار
قیمت سالانہ پیشگی
الفضل
قادیان
جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا
نمبر ۱۱۰ ۔ مورخہ ۱۴ مئی ۱۹۲۶ء ۔ یوم جمعہ ۔ مطابق یکم ذیقعدہ ۱۳۴۴ھ ۔ جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو دو دن سے حرارت ہو جاتی ہے۔ اور تمام جسم میں درد کی شکایت ہے۔ کل (۱۰ مئی) شام کو افاقہ تھا۔ بعد نماز عصر حضور مسجد مبارک میں تشریف فرما ہوئے۔ بعض احباب کے حالت صحت دریافت کرنے پر حضور نے مفصل طور پر اپنی حالت کے متعلق بتلایا۔ اور ڈاکٹر کے معائنہ کا بھی ذکر فرمایا اسی دوران میں حضور نے فرمایا۔ کہ میری طاقت جسمانی اب اس قسم کی ہے کہ اگر کوئی ایسا کام جس کا کرنا مجبوراً ہو۔ اس کے لئے تو طبیعت تیار ہو جاتی ہے۔ ورنہ اب حالت یہ ہے کہ اگر کتاب لیکر بھی بیٹھتا ہوں تو فوراً اعصابی کمزوری کی علامات ظاہر ہو جاتی ہیں۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب بخیر و عافیت سفر شام سے ۱۰ مئی تشریف لے آئے۔ مسجد مبارک میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات حاصل کیا اور اپنے سفر کے حالات عرض کئے۔

احمدیت دنیا کے کنارون تک

(نوشتہ جناب مولوی عبد الرحیم صاحب نیر)

لنڈن میرے سامنے میز پر ایک سرخ جلد کی کتاب ہے۔ یہ ایک انگریز کی تصنیف ہے۔ اور ہمارا قابل دوست جس کا نام مسٹر جیمز سٹوئرٹ ہے۔ عالم تصور میں اپنی کتاب کے پاس کھڑا ہے۔ میں اس کے چہرہ سے واقف ہوں۔ اس کے طرز کلام سے آگاہ ہوں۔ اس کے تنقیدانہ سوالات کی مجھے یاد ہے۔ جن دنوں لنڈن کے بہترین مقرر ہائڈ پارک کے سامنے ماربل آرچ کے نزدیک برطانیہ عظمیٰ کے دار السلطنت کی آبادی و بے شمار مختلف اقطاع عالم سے تجارت و سیر کے لئے آنیوالے اجانب پر اپنے اپنے نقطۂ خیال سے اثر ڈالنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ان ایام میں ہمارا دوست کا غذ و قلم سے مقررین کے کلام کا خلاصہ نوٹ کر رہا تھا۔ اس کتاب کا نام

Hyde Park oraters and audiences ہائڈ پارک کے اوریٹرز (مقررین) اور ان کے سامعین ہے۔ اس میں احمدی جماعت کے نمائندے اور سبز جھنڈے والے احمدی منبر اور اس کی تقریر کا خاص انداز سے ذکر کیا ہے۔ مسٹر سٹوئرٹ لکھتے ہیں:۔ "وہ سبز عمامہ پوش کون ہے؟ جو ایک اجنبی زبان میں دلکش کلام پڑھ رہا ہے۔ اور جس کے گرد لوگ ادہر اُدہر سے آکر جمع ہو رہے ہیں۔ ہمارا یہ دوست ہندوستانی ہے۔ غیر ملکی زبان کا سُریلا کلام ختم ہو چکا ہے۔ اب ہمارا مقرر فصیح انگریزی میں اپنا مذہب بیان کرنے لگا ہے" اس کے بعد میری ایک تقریر کا خلاصہ اور سوال و جواب دئے ہیں۔

یہ کتاب مجھے وہ دن یاد دلاتی ہے۔ جب میں گھنٹوں بولنے کے بعد چور ہو جاتا اور اتنا تھکتا کہ بعض وقت چلنا بھی دشوار تھا۔ اور لوگوں کو بے توجہ پاکر نہایت رنجور اور غمگین ہوتا۔ اور کبھی کبھی مایوسی دور سے اپنی بھیانک شکل دکھاتی۔ جسے میں ایمان کا لٹھ دکھا کر واپس کر دیتا تھا۔ اب یہ کتاب ہر مذہب و ملت کے پیرو پڑھتے ہونگے۔ اور انکو

میرے ذریعہ اسلام اور احمدیت کا علم ضرور ہوتا ہوگا۔ اور اس طرح گویا "تیر اور گیسٹ" کی مثال صادق آگئی۔ جو کبھی خطا نہیں جاتے۔ الحمد للہ علی ذالک

اس لال کتاب کے ساتھ ساتھ ہمارے مبلغین لنڈن کی رپورٹیں ہیں۔ دنیا کے سب سے بڑے شہر اور مسیحیت کے مرکز میں وہ تبلیغ اسلام کے لئے ماہوار رسالہ اور تقریروں وخط وکتابت و ملاقات کے ذریعہ کامیابی سے اپنا فرض منصبی ادا کر رہے ہیں۔ احمدیہ مسجد لنڈن کا سفید گنبد لنڈن کے تاریک آسمان کے نیچے ویمبلڈن کامن

Wembelden Commau

کے قریب سیب، ناشپاتی اور آلوچوں کے درختوں والے احمدیہ نشان کے اندر چمک رہا ہے۔ مسجد کی تکمیل اور افتتاح کے بعد اس مسجد کے پہلے امام مولوی عبدالرحیم صاحب درد ہونگے۔ اور شیخ فرید صاحب پہلی اذان دیکر اللہ اکبر کی ندا بلند کرینگے۔ اور ہمیں اس خیال سے خوشی ہے کہ مسجد کی بنیاد خلیفۃ المسیح کے ہاتھوں اور اس کے زمانہ خدمت لنڈن میں رکھی گئی۔ اور کہ موجودہ امام اس کا ہمنام ہے۔ اور احمدی جماعت اس لئے مبارکباد کی مستحق ہے کہ اس کی دعاؤں۔ کوششوں اور قربانی کا نتیجہ ہی کہ ع

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری

کا عمل اس کے افراد کے ذریعہ ہو رہا ہے فالحمد للہ علی ذالک

امریکہ میری میز پر اس ہفتہ کی ڈاک سے آیا ہوا ایک کارڈ ہے۔ اس میں ایک طرف مفصلہ ذیل عبارت ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
احمدی اسلام میں شامل ہو جاؤ
اور برکت حاصل کرو
دین کو دنیا پر مقدم رکھو
ڈاکٹر محمد یوسف خان

یوسف خان کی تصویر

اسلام اور مشرق سے تعلق رکھنے والے مضامین پر لیکچرز
مقامی پتہ

947. W. Walnnt Street
Indiana palis

یہ کارڈ ہمارے عزیز دوست مبلغ احمدیت ڈاکٹر یوسف خان صاحب کا ہے۔ جو ان دنوں امریکہ کے بعض شہروں کا دورہ کر رہے ہیں۔ اور لیکچر دے رہے ہیں۔

آج میں صرف پرانی دنیا کے مرکز لنڈن اور نئی دنیا کے مرکز شکاگو کی خبریں سنا کر آپ کے ایمان تازہ کرتا ہوں۔

(باقی آئندہ)

اخبار احمدیہ

دہلی

انجمن احمدیہ دہلی کے کارکن

انجمن احمدیہ دہلی نے حسب ذیل عہدیداران نئے سال کے کام کے لئے بالاتفاق منتخب کئے۔

(۱) پریذیڈنٹ۔ جناب بابو اعجاز حسین صاحب
(۲) سکرٹری فائننس۔ بابو غلام حسین صاحب
(۳) سکرٹری تعلیم وتربیت۔ صوفی غلام نبی صاحب
(۴) سکرٹری تبلیغ واشاعت۔ عبدالحمید
(۵) اسسٹنٹ سکرٹری تبلیغ۔ ماسٹر محمد حسن صاحب آسان
(۶) ناظر امور عامہ۔ بھائی عبدالرحیم صاحب بنگالی

خاکسار عبدالحمید۔ سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ۔ دہلی

اعلان نظارت تعلیم وتربیت

بذریعہ اعلان ہذا احباب کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ وہ دفتر ہذا میں خط وکتابت کرتے وقت کسی کا نام نہ لکھا کریں۔ صرف ناظر تعلیم وتربیت قادیان کافی ہوتا ہے کئی دفعہ کسی چٹھی پر کسی خاص شخص کا نام ہونے کے سبب چٹھی کھولی نہیں جا سکتی اور جس شخص کے نام کی چٹھی ہوتی ہے۔ جب وہ قادیان میں نہیں ہوتا۔ تو چٹھی بند بغیر کسی کارروائی کے پڑی رہتی ہے۔ جس سے اس کے گم جانے کا خطرہ بھی ہوتا ہے۔ اور جواب کے لئے تو خواہ مخواہ دیر ہوگی۔ کئی دفعہ ایک کارکن کسی کام کے لئے مرکز سے باہر ہوتا ہے۔ اور کئی دنوں بلکہ کئی ہفتوں کے لئے باہر کسی کام پر گیا ہوتا ہے اور جواب نہیں دیا جاتا۔ پھر شکایت آتی ہے۔ کہ جواب دفتر سے نہیں ملتا۔ ان دقتوں کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مہربانی فرما کر دفتر کی چٹھی پر کسی شخص کا نام درج نہ فرمایا کریں

ناظر تعلیم وتربیت قادیان

تلاش

میرا پھوپھی زاد بھائی مسمی غلام علی احمدی متوطن چنگا بنگیال۔ تحصیل گوجر خان۔ عمر قریباً تیس سال عرصہ تین ماہ سے بغرض روزگار بمبئی کی طرف گیا ہوا ہے۔ اس کی طرف سے آج تک کوئی اطلاع نہیں ملی۔ خاندان کے ممبروں کو برادرم کے عدم پتہ ہونے کی وجہ سے سخت تشویش ہے برادرم مذکور مخلص احمدی ہے۔ اخبار الفضل پڑھنے کا خاص شوق رکھتا ہے۔ ممکن ہے کسی جماعت کے احمدی احباب سے برادرم کا میل جول ہو۔ براہ مہربانی وہ برادرم کی خیر وعافیت سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔

خاکسار۔ محمد فضل احمدی۔ چنگا بنگیال ضلع راولپنڈی

اعلان نکاح

چودہری بشیر احمد صاحب منتظم مدرسہ احمدیہ جماعت شملہ ولد چودہری فضل احمد صاحب محرر لوکل فنڈ پسرور کا نکاح مسماۃ سکینہ بی بی بنت چودہری اللہ دتا صاحب سکنہ چندر کے منگولے کے بعوض ۹۰۰ حق مہر پر پانچ ہیں کا اعلان حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے مسجد مبارک میں فرمایا۔

اعلان

مجھے اطلاع ملی ہے کہ میرے غیر احمدی تعلق داروں نے یہ مشہور کیا ہے۔ کہ میری پچھلی بیوی گویا کالمعلقہ ہے۔ اور کہ میں نے فیصلہ نہیں کیا ہے۔ میں اس خبر کی تردید کرتے ہوئے اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں اپنی پچھلی بیوی مسماۃ نور جہاں بیگم بنت شیخ فیروز الدین صاحب ضلعدار فوت شدہ کو بعض ایسی وجوہات کے ماتحت جو خود اس نے پیدا کیں۔ ماہ جون ۱۹۲۴ء میں طلاق دے چکا ہوں۔ اور وہ اس وقت سے اپنے والدین کے گھر رہتی ہے۔ میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اور وہ آزاد ہے۔ عبدالحکیم احمدی ہیڈ کوارٹر رائل ایر فورس شملہ

شکریہ

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں اور علاج کی برکت سے مجھے کامل صحت ہوگئی ہے۔ جن احباب کرام نے میری بیماری کے وقت مجھے خطوط لکھے۔ اور میرے لئے دعائیں کیں۔ ان کا میں بہت ہی شکر گذار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے

خاکسار حکیم محمد عمر از قادیان

الفضل:۔ بہت خوشی کی بات ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے حکیم صاحب کو صحت عطا کی۔ حکیم صاحب نے بیماری کے ایام میں دیگر صدقات اور خیرات دینے کے علاوہ الفضل کے چار پرچے غرباء اور مساکین کے نام ایک ایک سال تک جاری کرائے ہیں۔

درخواست دعا

خاکسار سات سال سے عارضی ملازم ہے اب ایک مستقل اسامی نکلی ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ مجھے اس جگہ معین فرمائے۔

محمد صادق سٹور کیپر ناردن کمانڈر انجنیر پارک چھاونی لاہور

(۲) قبلہ والد مولوی بدرالدین صاحب جو سلسلہ کے پرانے مخلص احمدی ہیں۔ کے لئے دعا کی جائے۔ کیونکہ ان کی طبیعت دن بدن بعارضہ کھانسی لاغر ہوتی جا رہی ہے۔ محمد عابد علی از ملتان

(۳) بندہ ہمیشہ کسی نہ کسی مرض میں مبتلا رہتا ہے۔ دعا کریں کہ بندہ کو خداوند کریم تندرستی عطا فرمائے۔ غلام احمد نمبردار بیداد پور

(۴) میرا لڑکا محمد اشرف عرصہ سے بیمار ہے۔ احباب اس کے لئے درد دل سے دعا کریں کہ اللہ کریم شفا بخشے۔ محمد حسین از کراچی

(۵) میرے عزیز بابو نذیر احمد خان صاحب کلرک ڈسٹرکٹ بورڈ کی بیوی عرصہ سے بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں

محمد کریم از منٹگمری

(۶) میرا لڑکا عزیز احمد بخش بعارضہ ہیضہ سخت بیمار رہا ہے اب بفضلہ تعالیٰ حالت رو بصحت ہے۔ بزرگان سلسلہ سے خصوصاً اور تمام احمدیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ رمئی ۱۹۲۶ء

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور نبوت مسیح موعود

نمبر (۱)

پیغام صلح مجریہ ۱۳ ردسمبر میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا ایک مضمون حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۰ و ۳۹۱ کی تشریح میں شائع ہوا تھا۔ جس میں انہوں نے حق پر پردہ ڈالتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ کہ حقیقۃ الوحی کے ان صفحات سے بھی حضرت مسیح موعود مدعی نبوت ثابت نہیں ہوتے۔ اور مجھے آپ یہ نصیحت کرتے ہیں۔ کہ اس حوالہ کی تشریح کرتے ہوئے مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری تحریروں کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ مگر خود آپ اس پر پورے طور پر عامل ہونے کے لئے طیار نہیں۔ کیونکہ اگر آپ اس نصیحت پر خود بھی عامل ہوتے۔ تو ان تحریرات کو بھی مدنظر رکھ لیتے جو ہماری طرف سے تبدیلی عقیدہ کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا مضمون کیا ہے۔ متضاد خیالات کا مجموعہ چنانچہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ سے آپ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت محدثیت والی ہے اور صفحہ ۳۹۱ کی تشریح میں یہ امر تسلیم کرنے کے لئے مجبور ہو گئے ہیں۔ کہ تیرہ سو سال میں کسی فرد امت نے نبی کا نام نہیں پایا۔ اور وجہ بھی ساتھ ہی بتادی ہے۔ کہ خدا نے امور غیبیہ ان بزرگوں پر کثرت سے ظاہر نہیں کئے۔ چنانچہ لکھتے ہیں :-

"اولیا ابدال و اقطاب کے زمرہ میں سے آپ ہی نبی کا نام پانے کے لئے اس وجہ سے مخصوص ہوئے۔ کہ آپ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ کی صفت بدرجہ کمال پائی گئی"

پھر لکھتے ہیں :-

"لیکن اگر سب میں یہ صفت بدرجہ کمال پائی جاتی۔ تو سب پر ہی مجازی طور پر نبی کا لفظ چسپاں ہو سکتا تھا۔ تو پھر نبی کا لفظ جو حدیث میں پیشگوئی کے طور پر مسیح موعود کے لئے دیا گیا تھا بے معنی ہو جاتا ہے"

غرضکہ ایک طرف تو ڈاکٹر صاحب صفحہ ۳۹۰ سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ آپ کی نبوت محدثیت والی ہے۔ اور دوسری طرف صفحہ ۳۹۱ کی تشریح کرتے ہوئے آپ کو یہ امر تسلیم کرنا پڑا ہے۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ امت محمدیہ میں سے کسی فرد امت نے کثرت مکالمہ مخاطبہ و امور غیبیہ کی صفت کو بدرجۂ کمال حاصل نہیں کیا۔ اس لئے آپ سے پہلے کوئی فرد امت مجازی طور پر بھی نبی نہیں کہلا سکتا۔ چنانچہ آپ صاف الفاظ میں لکھتے ہیں :-

"نبی کا نام مجاز کے طور پر سوائے مسیح موعود کے اور کسی پر عائد نہیں ہو سکتا"

اگرچہ ڈاکٹر صاحب نے نبی کے ساتھ مجازی کا لفظ اس جگہ اپنی طرف سے بطور تشریح بڑھایا ہے۔ تاہم آپ کا یہ اقرار کر لینا کہ مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے مجازی طور پر بھی کوئی فرد امت نبی نہیں ہوا۔ صاف صاف ثابت کر رہا ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے تبدیلی عقیدہ کو ایک حد تک تسلیم کر لیا ہے۔ اس امر کو سب دوست جانتے ہیں۔ کہ آج تک غیر مبائعین اس امر پر زور دیتے رہے ہیں اور جناب مولوی محمد علی صاحب کی تحریریں اس امر پر گواہ ہیں۔ کہ محدث مجازی نبی ہوتا ہے۔ اس کے ثبوت میں ازالہ اوہام وغیرہ کتب بھی پیش کی جاتی رہی ہیں۔ مگر اب ڈاکٹر صاحب نے تمام تحریرات پر پانی پھیر دیا ہے۔ کیونکہ آپ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کی تشریح کرتے ہوئے یہ ماننے کے لئے مجبور ہو گئے ہیں۔ کہ چونکہ مسیح موعودؑ سے پہلے کسی فرد امت نے صفت مکالمہ مخاطبہ و امور غیبیہ کو بدرجۂ کمال حاصل نہیں کیا۔ اور یہ صفت بدرجہ کمال صرف مسیح موعودؑ نے حاصل کی ہے۔ اس لئے پہلے لوگ مجازی نبی نہیں کہلا سکتے۔

اب جبکہ ڈاکٹر صاحب نے یہ امر تسلیم کر لیا ہے۔ کہ مسیح موعود کے سوا کوئی فرد امت مجازی نبی بھی نہیں کہلا سکتا۔ تو ساتھ ہی آپ نے یہ تسلیم کر لیا۔ کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت محدثیت والی نبوت نہیں۔ کیونکہ اگر محدثیت والی نبوت ہوتی۔ تو پہلے بزرگ کیوں مجازی طور پر نبی نہیں کہلا سکتے۔ کیا امت محمدیہ میں مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے کوئی محدث نہیں ہوا۔ یہ امر تو خود مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی رُو سے باطل ہے۔ آپ نے شہادۃ القرآن میں امت محمدیہ میں کئی محدثین کا وجود تسلیم کیا ہے۔ پس جب امت محمدیہ میں کئی محدثین گذرے ہیں اور ڈاکٹر صاحب نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ وہ تمام مجازی طور پر بھی نبی نہیں کہلا سکتے۔ تو آپ نے صاف الفاظ میں تسلیم کر لیا۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت ایسی نبوت ہے۔ جو پہلے کسی محدث کو نہیں ملی یعنی یہ کہ آپ کی نبوت محدثیت والی نبوت نہیں ہے پس یہ تبدیلی عقیدہ کا اقرار نہیں تو اور کیا ہے۔

اب میں جناب ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں باادب ملتمس ہوں۔ کہ آپ مہربانی فرما کر بتلائیں۔ کہ جب آپ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ سے یہ سمجھتے ہیں۔ کہ مجازی نبی مسیح موعود علیہ السلام کے سوا کوئی فرد امت بھی نہیں کہلا سکتا۔ تو یہ کیا بات ہے۔ کہ آپ نے اس سے پہلے صفحہ سے آپ کی نبوت کو محدثیت والی نبوت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیا میں امید کر سکتا ہوں۔ کہ آپ اس امر پر روشنی ڈال کر مشکور فرمائیں گے۔ یہ اختلاف کیا معنی رکھتا ہے۔

جناب ڈاکٹر صاحب حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ سے یہ عبارت درج کرتے ہیں :-

"پھر ایک اور نادانی یہ ہے۔ کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں۔ کہ اس شخص نے نبوت کا دعوی کیا ہے حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے"

اس پر آپ لکھتے ہیں :-

"میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اگر حضرت صاحب نے بڑے زور سے دعوی نبوت کیا تھا۔ تو جو شخص یہ کہا کرتے تھے۔ کہ جناب مرزا صاحب نے نبوت کا دعوی کیا ہے ان کا کہنا سراسر افترا کیونکر ہو سکتا تھا"

میں حیران ہوں۔ کہ یہ امر کیوں آپ کی سمجھ میں نہیں آتا۔ ہم تو اس کی یہ وجہ سمجھتے ہیں۔ کہ مخالف آپ کی طرف نبوت کا دعوی منسوب کر کے وہ نبوت مراد لیتے تھے۔ جس سے یہ لازم آئے۔ کہ آپ لوگوں کو کسی علیحدہ دین کی طرف بلا رہے ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کی اقتدار اور متابعت کو چھوڑ چکے ہیں۔ چونکہ ان معنوں میں نبوت کا دعوی آپ کی طرف منسوب کرنا واقعی سراسر افترا تھا۔ اس لئے آپ نے مخالفین کے اس فعل کو افترا قرار دیا۔ اور ساتھ ہی اپنے دعوی نبوت کے متعلق تحریر فرما دیا :-

"جس نبوت کا دعوی قرآن شریف کے رُو سے منع معلوم ہوتا ہے۔ ایسا کوئی دعوی نہیں کیا گیا"

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ آپ صرف اسی نبوت کے دعوی کو افترا قرار دیتے ہیں۔ جس کا دعوی کرنا قرآن شریف سے منع معلوم ہوتا ہے۔ اور آپ کا دعوی اس نبوت کا ہے جس کا دعوی قرآن شریف کے رُو سے منع نہیں۔ میں حیران ہوں۔ کہ اس تحریر سے ڈاکٹر صاحب نے یہ عجیب و غریب نتیجہ کس طرح اختراع فرمایا ہے۔ کہ :-

"معلوم ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود کی وہ نبوت تو ہرگز نہیں جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے" پیغام صلح ۱۳ ردسمبر ۱۹۲۵ء

حالانکہ اس سے آگے حضور نے قرآن مجید کی آیت لا یظھر علی غیبہ احدا ۔ الخ سے نبی کے معنی لکھ کر صرف اپنے تئیں ہی تیرہ سو سال میں ان معنی کا مصداق تسلیم کیا ہے بس حضرت مسیح موعودؑ تو اپنی نبوت ایسی ہی قرار دیتے ہیں۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ مگر تعجب ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب اس تحریر کو نظر انداز کر کے اس تحریر کے ایسے معنی کر رہے ہیں۔ جو منشا مصنف کے سراسر خلاف ہیں۔ جناب ڈاکٹر صاحب تفسیر القول بما لا یرضی بہ قائلہ پر عمل کرنا کوئی خوبی کی بات نہیں۔ بلکہ حق پر پردہ ڈالنا ہے۔ غور فرمایئے مسیح موعود حقیقۃ الوحی میں ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:-

"پھر دوسری طرف یہ بھی فرمایا۔ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔ پس اس سے مسیح موعود کی نسبت پیشگوئی کھلے طور پر قرآن شریف میں ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ جو شخص غور اور ایمانداری سے قرآن شریف کو پڑھیگا اس پر ظاہر ہوگا۔ کہ آخری زمانہ کے سخت عذابوں کے وقت جبکہ اکثر حصے زمین کے زیر و زبر کئے جائیں گے۔ اور سخت طاعون پڑے گی۔ اور ہر ایک پہلو سے موت کا بازار گرم ہوگا۔ اس وقت ایک رسول کا آنا ضروری ہے۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔ یعنی ہم کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتے جب تک عذاب سے پہلے رسول نہ بھیجدیں۔ پھر جس حالت میں چھوٹے چھوٹے عذابوں کے وقت رسول آئے ہیں۔ جیسا کہ زمانہ گذشتہ کے واقعات سے ثابت ہے۔ تو پھر کیونکر ممکن ہے۔ کہ اس عظیم الشان عذاب کے وقت میں جو آخری زمانہ کا عذاب ہے۔ اور تمام عالم پر محیط ہونے والا ہے۔ جس کی نسبت تمام نبیوں نے پیشگوئی کی تھی۔ خدا کی طرف سے رسول ظاہر نہ ہو۔ اس سے تو صریح کلام اللہ کی تکذیب لازم آتی ہے۔ پس وہی رسول مسیح موعود ہے"

یہ تحریر نہایت وضاحت سے بتا رہی ہے۔ کہ قرآن مجید میں کھلے طور پر مسیح موعودؑ کے رسول ہونے کے متعلق پیشگوئی تھی۔ اب اس کے مقابل ڈاکٹر صاحب کا یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود کی وہ نبوت ہرگز نہیں۔ جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے کیا حقیقت رکھتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی سخن آفرینی قابل داد ہوتی۔ اگر مسیح موعود کی تحریرات میں یہ اقرار موجود نہ ہوتا۔ کہ آپ کی رسالت و نبوت کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حوالہ ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ پیش کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ آپ قرآن مجید کے رُو سے نبی نہیں۔ کیونکہ صحف اولیٰ میں قرآن مجید بھی داخل ہے۔ اب اوپر کے حوالہ نے اس حوالہ کی بھی تشریح کر دی ہے۔ کہ صحف اولیٰ کے الفاظ میں مسیح موعودؑ کے نزدیک قرآن مجید داخل نہ تھا۔ کیونکہ قرآن مجید کی رُو سے تو آپ اپنی نبوت اور رسالت کا اثبات فرما رہے ہیں۔ اور اپنی رسالت کے متعلق قرآن کریم میں کھلے طور پر پیشگوئی ہونے کا ذکر فرما رہے ہیں۔ پس صحف اولیٰ والی نبوت سے وہ نبوت مراد ہے۔ جو نزول قرآن سے پہلے ملتی رہی۔ یعنی تشریعی نبوت یا براہ راست نبوت۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی طرف تشریعی نبوت یا براہ راست نبوت کا دعویٰ منسوب کرنا واقعی سراسر افترا تھا۔ اور ایسے دعویٰ نبوت کو ہی منسوب کرنا آپ نے افترا قرار دیا ہے۔ مطلق نبوت کے دعویٰ کو آپ کی طرف منسوب کرنا آپ نے افترا قرار نہیں دیا۔ اور ایسا کر بھی کیسے سکتے تھے۔ جب کہ آپ واضح الفاظ میں فرما چکے تھے:-

"ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ اور دراصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالےٰ جس سے ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو۔ اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں۔ اسے نبی کہتے ہیں۔ اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں۔ جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے ایسے دعویٰ کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے۔ پس وہ نبی کہلائے" (بدر ۵ر مارچ ۱۹۰۸ء)

اس حوالہ سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں:-

(۱) آپ نبوت و رسالت کے مدعی ہیں۔

(۲) نبوت کی تعریف کے لحاظ نبی ہیں۔

(۳) مخالفین کا کثرت مکالمہ مخاطبہ و کثرت امور غیبیہ کو نبوت نہ سمجھنا صرف نزاع لفظی ہے۔ حالانکہ اسی تعریف کے لحاظ سے بنی اسرائیل کے کئی نبی نبی کہلائے۔

(۴) آپ اسی تعریف کے لحاظ سے نبی ہیں۔ جس تعریف کے لحاظ سے بنی اسرائیل کے کئی انبیاء نبی کہلائے۔

(۵) ہاں آپ تشریعی نبوت کے مدعی نہ تھے۔

(۶) نبوت کے لئے کتاب شریعت کا لانا ضروری نہیں۔ کئی انبیاء بنی اسرائیل بغیر نئی کتاب لائے نبی کہلائے۔

ایسے صاف اور واضح حوالہ کے ہوتے ہوئے کتاب شریعت نہ لانے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسا نبی نہ سمجھنا جیسے کہ پہلے انبیاء تھے کس قدر نادانی ہے

(قاضی محمد نذیر مولوی فاضل از لائل پور)

جناب ڈاکٹر کچلو صاحب اور ان کا اخبار

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے قیام لاہور کے ایام میں جن اصحاب کو حضور سے شرف ملاقات کا موقع ملا۔ ان میں سے ایک جناب ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو بھی تھے۔ چونکہ مجلس خلافت کا ایک خاص اجلاس دہلی میں ہونے والا تھا۔ اور اس میں جماعت احمدیہ کے نمائندوں کو بھیجنے کی بھی استدعا کی گئی تھی۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے پسند فرمایا۔ کہ اپنے خدام کو جمعیۃ خلافت کے اجلاس خاص کے متعلق ہدایات دینے سے قبل تنظیم کے متعلق ڈاکٹر صاحب موصوف کے خیالات معلوم کر لیں۔ تاکہ خلافت کمیٹی جو مسلمانوں کی تنظیم کا کام اپنے ہاتھ میں لینا چاہتی ہے۔ اس میں اور جناب ڈاکٹر کچلو صاحب کی تنظیمی سکیم میں تصادم پیدا ہونے کا جو خطرہ ہے۔ اسے دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور ایسی صورت بتائی جائے۔ جس سے مسلمان اپنی قوم کی بہتری اور بھلائی کے لئے کچھ کام کر سکیں نہ کہ آپس میں ہی ایک دوسرے سے لڑ جھگڑ کر اپنا جوش نکال لیں۔ اور پھر خموش ہو کر بیٹھ جائیں۔

اس غرض کے لئے حضور کی طرف سے بذریعہ ٹیلیفون جناب ڈاکٹر صاحب کو اطلاع دی گئی۔ کہ وہ لاہور ملاقات کے لئے تشریف لائیں۔ چنانچہ دوسرے دن ۲ر مئی کو وہ آئے۔ اور حضور نے مسلسل چار گھنٹے ان سے تنظیم کے متعلق تفصیلی حالات دریافت فرمائے۔ اور وہ غرض بھی بتائی۔ جس کی وجہ سے انہیں بلایا گیا تھا۔

چونکہ یہ ملاقات بالکل پرائیویٹ تھی۔ اس لئے اس میں جو گفتگو ہوئی۔ اسے ہم نے شائع نہ کیا۔ اور نہ اب شائع کرنے کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ البتہ یہ ضرور کہیں گے کہ جناب ڈاکٹر صاحب کے اخبار نے اس چار گھنٹہ کی گفتگو کا مفہوم جو چار پانچ سطروں میں شائع کیا ہے۔ وہ صحیح نہیں ہے۔

اسی کے ساتھ ہمیں یہ بھی شکایت ہے۔ کہ ان کے اخبار نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے ہوئے حضور کا پورا نام بھی نہیں لکھا۔ جناب ڈاکٹر صاحب بتا سکتے ہیں۔ کہ کس عزت اور احترام کے ساتھ امام جماعت احمدیہ جو کئی لاکھ کی جماعت کے امام ہیں۔ ان کے ساتھ پیش آئے۔ کیا ان کے اخبار کا اتنا بھی فرض نہ تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا نام لکھتے ہوئے اس قدر تنگ دلی سے کام نہ لیتا۔ اور حضور کا پورا نام لکھتا۔ اس طریق تحریر سے حضور کی شان میں تو کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ لیکن اخبار "تنظیم" کے اخلاق کا اندازہ ہو گیا۔

احمدی خواتین کی تعلیم و تربیت کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے ارشادات

لجنہ اماء اللہ کا ایڈریس بخدمت مولوی محمد الدین صاحب

پچھلے دنوں لجنہ اماء اللہ کی طرف سے مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے کو ایک ایڈریس پیش کیا گیا تھا جس کے جواب میں مولوی صاحب موصوف نے تقریر کی تھی۔ اور اسی موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمدی خواتین کی تعلیم و تربیت کے متعلق قیمتی خیالات ظاہر فرمائے تھے۔ یہ سب تقریریں درج ذیل کی جاتی ہیں۔ (ایڈیٹر)

ایڈریس

مکرمنا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ممبرانِ لجنہ اماء اللہ آپ کو آپکی بخیر و عافیت اور بانیل مرام تشریف لانے پر تہ دل سے تحفہ مبارکباد پیش کرتی ہیں۔ اور آپکو اس اسلامی اہم فرض کی بجاآوری پر جزاکم اللہ احسن الجزاء کہتی ہیں۔

مکرمنا۔ تبلیغ اسلام ہر ایک مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ خصوصاً ہم احمدیوں پر جنہوں نے دوبارہ خدا کے برگزیدہ اور اُس کے رسول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا مضبوط عہد کیا ہے۔ اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسکا احسان ہے۔ کہ اس نے آپ کو یہ توفیق عنایت فرمائی۔ کہ اپنے اعزا و اقرباء سے جدا ہو کر اور گھر کے آرام و آسائش کو خیرباد کہکر اور پھر سفر کی صعوبتوں کو برداشت کر کے سرزمین کفرستان میں خدائے واحد کے نام کو بلند کریں۔ ہم آپکی اس خوش قسمتی پر نہایت ہی خوشی اور مسرت کا اظہار کرتی ہیں۔

مکرمنا۔ خدمت اسلام چونکہ ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ اسلئے آپ کی یہ عظیم الشان خدمت گویا ہر اس شخص کی طرف سے تھی۔ جو اپنے آپ کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور اسلئے ہمارے دل جذبات مسرت کے ساتھ ہی جذبات امتنان سے بھی پر ہیں۔

مکرمنا۔ دنیا کے بعض کارنامے ایسے ہوتے ہیں جن میں ایسی کمزور ہستیاں بھی شریک ہوتی ہیں۔ جن کو لوگ بادی النظر میں محسوس نہیں کرتے۔ اور غالباً اسی وجہ سے اُن ایڈریسوں میں جو تبلیغ اسلام سے واپس تشریف لانے والے مبلغ صاحبان کو پیش کئے جاتے رہے ہیں۔ ایک ایسے امر کو نظرانداز کیا جاتا رہا ہے۔ جو ہمارے نزدیک اہمیت رکھتا تھا۔ مگر ہمیں اس سے ایسا تعلق ہے۔ کہ ہم اوسے نظرانداز نہیں کر سکتیں اور اسوجہ سے ہم آپ کی واپسی پر آپ کی اہلیہ صاحبہ کو بھی خلوص دل سے مبارکباد دیتی ہوئی ان کا شکریہ ادا کرتی ہیں۔ جو انہوں نے آپکے بچوں کی تربیت اور خبرگیری نیز اپنی صبر و رضا سے آپکی ذمہ داریوں کو ہلکا کرتے ہوئے آپ کو اس قابل بنایا۔ کہ آپ بے فکری اور اطمینان کے ساتھ اس خدمت کی انجام دہی میں جو آپکے سپرد کی گئی تھی مشغول و مصروف رہ سکیں۔

آخر میں ہم اللہ تعالےٰ سے دعا کرتی ہیں۔ کہ وہ آپ کو آئندہ بھی اعلےٰ سے اعلےٰ خدمات دین کی توفیق عطا فرمائے اور بیش از بیش دینی و دنیاوی روحانی و مادی حسنات کا وارث بنائے۔

(ممبرات لجنہ اماء اللہ قادیان)

ایڈریس کا جواب

مولوی محمد الدین صاحب نے حسب ذیل تقریر کی۔

حضرت ام المومنین اور معزز بہنیں۔

میں اپنے دل میں ایک خوشی کی لہر موجزن پاتا ہوں۔ جب یہ دیکھتا ہوں۔ کہ میری معزز بہنیں اور میرے معزز احباب اور بزرگان نے میری حوصلہ افزائی کی ہے جس کا میں کسی رنگ میں بھی شکریہ ادا کرنے کے ناقابل ہوں۔

شکریہ

واقعی یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہوا۔ کہ مجھ جیسے ناچیز کو اس خدمت کے لئے منتخب کیا گیا حالانکہ میں نہ اسوقت اس کا اہل تھا۔ اور نہ اب اپنے آپ کو اس کا اہل پاتا ہوں۔ میں خدا تعالےٰ کے شکریہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور سب بہنوں بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے میری ناچیز خدمات کو قدر کی نظر سے دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی میں اس بات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ میری بیوی کی خدمات کو بھی قدر کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔

خاوند کی قربانی میں بیوی کا حصہ

واقعی مرد کی قربانی کی نسبت اس کی بیوی کی قربانی کئی گنا بڑھ کر ہوتی ہے اس کے لئے خاوند کی مفارقت۔ بچوں کی تعلیم و تربیت۔ گھر کے اخراجات کا فکر۔ اور اور کئی قسم کی مشکلات در پیش ہوتی ہیں۔ اس کے مقابلہ میں مرد اکیلا جاتا ہے۔ اسے اس قسم کی مشکلات نہیں ہوتیں۔ مگر عورت کے لئے بوجہ اس کے کہ اسے لین دین کے متعلق تجربہ نہیں ہوتا۔ اور ساتھ ہی مالی مشکلات بھی ہوں۔ تو اس کے لئے گھر کا انتظام اور بچوں کی تربیت کرنا آسان کام نہیں۔

میں جب اپنی بیوی کی اس ہمت اور قربانی کو دیکھتا ہوں جو اس نے میرے بعد دکھائی۔ تو اپنے آپ کو اس قابل نہیں پاتا۔ کہ اس کا شکریہ ادا کر سکوں۔ میں نے جب آکر لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم اور تربیت کو دیکھا۔ تو جیسی میں خود دیکھ کر کر سکتا تھا۔ اس سے بڑھ کر پایا۔ میری بہنوں نے اس موقعہ پر میری بیوی کی جو قدر افزائی کی ہے۔ میں اس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کیا اچھا ہوتا جس طرح مجھے بلایا گیا ہے۔ اس موقعہ پر ان کو بھی بلایا جاتا۔ اس سے ان کی اور بھی حوصلہ افزائی ہوتی میں امید کرتا ہوں۔ کہ آئندہ اگر لجنہ کی طرف سے کسی مبلغ کی عزت افزائی ہوگی۔ تو اس کی بیوی کو بھی اس موقعہ پر بلایا جائیگا۔

اس کے بعد میں چند ایک باتیں بیان کرتا ہوں۔ جو میں نے اپنے سفر یورپ اور امریکہ میں دیکھیں۔ حدیث میں آتا ہے:۔

جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے۔ جنت خواہ روحانی ہو یا جسمانی ذہنی ہو یا عقلی کسی قسم کا ہو۔ یقیناً ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ اگر ماں نے بچے کو جنت نہیں دیا۔ تو بہت مشکل ہے۔ کہ کسی اور طرح سے اوسے حاصل ہو سکے۔ مائیں قوم کی مائیں ہوتی ہیں۔ بچوں کی تربیت ان کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ قدرت نے جو ان کو ماں بنایا ہوتا ہے۔ اس لئے ان میں ایسے اخلاق اور عادات پیدا کئے ہوتے ہیں۔ جو مردوں میں نہیں ہوتے۔ اور اگر ہوتے ہیں تو بہت کم۔ مثلاً محبت۔ جان نثاری۔ شفقت۔ رحم دلی۔ یہ صفات مردوں میں بھی ہوتی ہیں۔ لیکن عورتوں کی نسبت کم۔ الا ماشاء اللہ۔ بعض وجود ایسے ہوتے ہیں۔ جن میں یہ صفات خدا تعالیٰ کی طرف سے پیدا کی جاتی ہیں۔ مگر عام طور پر نسبتاً عورتیں مردوں سے بڑھی ہوتی ہیں۔

اولاد کی تربیت عورتوں کے ہاتھ میں

اس بات کو یورپ والوں نے مدنظر رکھتے ہوئے اولاد کی تربیت عورتوں کے ہاتھ میں دیدی ہے۔ یہاں تک کہ انٹرنس تک کی تعلیم بھی عورتوں کے سپرد کر دی ہے۔ وجہ یہ کہ مرد اپنی فطرت اور تمدن کے لحاظ سے بچوں کی فطرت کو نہیں پہچان سکتے اور عورتیں پہچانتی ہیں۔ کہ کس طرح بچوں کی اخلاقی اور دوسری نگرانی کی جاسکتی ہے۔ اس وجہ سے ابتدائی حالت میں بچہ کی تعلیم عورتوں کے ہاتھ میں دیدی گئی ہے۔ واقعی بات یہ ہے۔ کہ مردوں میں جو فطری خشونت ہوتی ہے۔ اس سے بچے ڈرتے ہیں۔ لیکن عورتیں چونکہ مائیں ہوتی ہیں۔ یا مائیں بننے والی ہوتی ہیں۔ اس لئے جس طرح وہ بچوں کی تربیت کر سکتی ہیں۔ مرد نہیں کر سکتے۔ عورتیں بچوں کی عادتوں اور حالتوں کو جانتی ہیں۔ اس لئے وہ پوری نگرانی کر سکتی ہیں۔ وہ بچوں کے متعلق شفقت۔ رحم اور محبت سے کام لیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ جو عورتوں کے ہاتھ میں بچوں کی تعلیم دی گئی ہے۔ اور جو اغراض اور مقاصد ان کے مدنظر تھے۔ وہ عورتوں کے ذریعہ پورے ہو رہے ہیں۔ اہل یورپ نے سمجھ لیا ہے۔ کہ بچہ کی تعلیم عورت ہی کر سکتی ہے۔ مگر ہمارے ہاں اس کی بڑی کمی ہے۔ لڑکوں کو تعلیم دینا تو درکنار لڑکیوں کو بھی عورتیں پوری پوری تعلیم نہیں دیتیں۔

لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے لڑکیوں کی تعلیم کا جو خاص انتظام فرمایا ہے۔ اس کا ہم جتنا بھی شکریہ ادا کریں۔ تھوڑا ہے۔ مگر میں اسکے ساتھ ہی یہ بھی کہونگا۔ کہ اتنا انتظام ہی کافی نہیں ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا وقت اتنا قیمتی ہے۔ کہ اگر اس طرح کے جزوی کاموں میں صرف ہو۔ تو قومی نگرانی کے لئے وقت کم رہ جائیگا۔ گو لڑکیوں کی تعلیم کا کام بھی بہت بڑا اور ضروری کام ہے۔ مگر یہ ذیلی کام ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی یہ بہت بڑی شفقت اور مہربانی ہے۔ کہ آپ نے لڑکیوں کی تعلیم کا کام اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ لیکن آپ کو اور بھی بہت سے اہم اور ضروری کام کرنے ہوتے ہیں۔ پھر آپ کو کبھی باہر تشریف لے جانا پڑتا ہے۔ کبھی آپ کی طبیعت علیل ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ ایسا انتظام نہیں ہے جسے آرگنی زیشن کہا جاسکے۔ اس کے لئے آرگنی زیشن کی ضرورت ہے۔ اور لڑکیوں کی تعلیم پرائمری تک کافی نہیں۔ ہماری لڑکیوں کے لئے اتنی تعلیم ہونی چاہیئے۔ کہ وہ بچوں کی تعلیم کا کام اپنے ہاتھ میں لے سکیں۔ یورپ میں انٹرنس تک کی تعلیم عورتوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ اور ۱۸-۱۸ سال تک کے لڑکے لڑکیوں کی نگرانی مائیں کرتی ہیں۔ وہ خود تربیت یافتہ ہوتی ہیں۔ تب بچوں کی تربیت کر سکتی ہیں۔ اسی طرح جب تک ہماری عورتوں کی تعلیم مکمل نہ ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء کہ قوم ترقی کرے۔ پورا نہ ہوگا۔

نصرت ہائی سکول

انگریزی میں مثل ہے۔ کہ زنجیر کی طاقت کمزور کڑی سے معلوم کی جاسکتی ہے۔ ہماری جماعت میں عورتیں کمزور کڑیاں ہیں۔ اس لئے میں خاص طور پر حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ اگر فی الحال لڑکیوں کے لئے کالج نہیں بن سکتا۔ تو ہمیں نصرت ہائی سکول تو ضرور ملنا چاہیئے۔ امید ہے کہ اس کام کو لجنۃ اماء اللہ اپنے ہاتھ میں لیگی۔ اور حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کریگی۔ کہ آپ اس کام کو سرانجام دیں۔

اس کے بعد پھر میں اپنی اور اپنی بیوی کی طرف سے شکریہ ادا کرتے ہوئے تقریر ختم کرتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر

اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

میں اس انتظام دعوت سے پہلے کہہ رہا تھا۔ کہ نہ صرف جس کو مدعو کیا جائے۔ اس کی بیوی کو بھی بلانا چاہیئے۔ بلکہ جیسا کہ

اسلامی طریق

ہے۔ درمیان میں پردہ ڈال کر دوسری طرف مدعو کرنے والی عورتیں بھی بیٹھی ہوں۔ ہمارے ہاں پنجابی دعوۃ کا یہ طریق ہے کہ مہمان بیٹھا کھاتا ہے۔ اور میزبان ہاتھ پر ہاتھ دھرے اس کی طرف دیکھ رہا ہوتا ہے۔ مگر اسلامی طریق یہ ہے۔ کہ میزبان بھی کھاتا ہے۔

میں پچھلے دنوں سے جس کی تاریخ یورپ کے سفر سے بعد کی نہیں بلکہ پہلے کی ہے۔ یہ سمجھ رہا تھا۔ اور میں نے اس کا اس مضمون میں ذکر بھی کیا تھا جو یورپ جانے کے وقت لکھا تھا کہ

اسلام پر حملہ کرنے والا

اہل مغرب کا مذہب نہیں۔ بلکہ ان کا تمدن ہے۔ اس تمدن نے اتنی ترقی کر لی ہے۔ کہ بعض بُری باتیں بھی اچھی اور اچھی باتیں بُری ہو گئی ہیں۔ گو ہمارے مذہب نے سب اچھی باتیں بیان کی ہیں۔ مگر چونکہ مسلمانوں میں دو کتاب والا معاملہ ہے مسلمانوں کا ان باتوں پر عمل نہیں۔ وہ کتابوں میں بند پڑی ہیں۔ اس لئے ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ ہم میں پائی جاتی ہیں اور نہ لوگ یہ بات ماننے کے لئے تیار ہیں۔ ورنہ ہماری مثال آریوں کی طرح ہوگی۔ جو ہر ایجاد کے متعلق کہہ دیتے ہیں کہ اس کا ذکر وید میں موجود ہے۔ اگر ہم بھی یورپ والوں سے کہیں کہ

اچھی باتیں

ہمارے مذہب میں موجود ہیں۔ تو وہ ہم پر ہنسینگے۔ جب تک کہ ہم ان باتوں پر عمل کر کے نہ دکھائیں۔ میں نے بتایا تھا کہ

یورپین تمدن

کی وہ باتیں جو قرآن کریم اور حدیث کے ماتحت نہیں۔ ان کو تو رد کر دینا چاہیئے۔ لیکن جو قرآن اور حدیث میں موجود ہیں۔ انہیں اختیار کر لینا چاہیئے۔ مگر اس طرف توجہ نہ ہوئی اور اس بارے میں اتنی روک مردوں کی طرف سے نہیں ہے جتنی عورتوں کی طرف سے ہے۔ عورتوں میں اتنی دلیری نہیں ہے۔ کہ پرانی رسموں اور رواجوں کا مقابلہ کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔ اگرچہ ہم اس وقت پورے طور پر اس بات کا فیصلہ نہ کر سکیں۔ کہ عورتوں کو کس حد تک مردوں کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہیئے۔ مگر یہ تو موٹی بات ہے۔ کہ اسلام نے

مردوں عورتوں کا اتحاد

ایک حد تک ضروری قرار دیا ہے۔ اسلام نے مرد عورت کا ایک حد تک ملنا منع رکھا ہے۔ مگر ضرورتوں کے موقعہ پر ایک حد تک ملنا جائز بھی رکھا ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ اگر مرد سوار ہو اور عورت پیدل جا رہی ہو۔ تو عورت کو اپنے پیچھے سوار کر لے۔ جب ایک مرد ایک عورت کو اس طرح سوار کر کے گھر پہنچا سکتا ہے۔ تو قومی اور مذہبی کاموں میں کیوں مرد و عورت مل کر کام نہیں کر سکتے۔ وہ وقت آئیگا۔ اور ضرور آئیگا۔ جب مرد و عورتیں مل کر کام کریں گے۔ معلوم نہیں ہماری زندگی میں آتا ہے۔ یا بعد میں مگر آئے گا ضرور۔ البتہ ڈر ہے۔ تو اس بات کا۔ کہ عورتوں کو اسلام نے جو آزادی دی ہے۔ وہ نہ دینے کی وجہ سے وہ حدود بھی نہ ٹوٹ جائیں۔ جو اسلام نے مقرر کی ہیں۔

ماسٹر محمد الدین صاحب نے اپنی تقریر میں

ایک نکتہ

بیان کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ اگلے جہان کی جنت تو الگ رہی۔ اس دنیا کی جنت بھی ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ تعلیم و تربیت کا جس قدر اثر بچہ پر ہوتا ہے اتنا اور کسی چیز کا نہیں ہوتا۔ اور یہ ماں کے سپرد ہوتی ہے۔ ہمیں تعلیم و تربیت میں جسقدر مشکلات درپیش ہیں۔ ان میں عورتوں کا بھی بہت بڑا حصہ ہے۔ عورتیں

کہتی ہیں۔ ہمیں پیچھے رکھا ہوا ہے۔ ہمیں کوئی کام نہیں دیا جاتا میں کسی پر الزام نہیں لگاتا۔ مگر اس ظلم کی وجہ سے جو متواتر عورتوں پر ہوتا چلا آیا ہے۔ اور وہ گری ہوئی ہیں۔ میں یہ کہنے سے بھی باز نہیں رہ سکتا تھا۔ کہ وہ خود بھی ہمت نہیں کرتیں۔ کہ ہمارا ہاتھ بٹائیں۔

ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ عورتوں کے لئے کوئی باہر کا کام کرنا یا ملازمت کرنا ناجائز ہے۔ مگر اس میں بھی شبہ نہیں کہ

عورتوں کے کثیر حصہ کا کام

گھر میں ہی ہے۔ یورپ میں جہاں اتنی آزادی اور اتنی تعلیم ہے۔ وہاں بھی ۹۰ فی صدی عورتیں گھروں میں کام کرتی ہیں کیونکہ یہ ناممکن ہے۔ کہ عورتیں کثرت سے مردوں کی طرح کاروبار میں حصہ لے سکیں۔ جب تک یہ فیصلہ نہ ہو جائے کہ نہ ان کی شادی ہوگی۔ اور نہ بچے جنینگی۔

پس جب یورپ کی عورتیں انتہائی تعلیم پاکر بھی زیادہ تر گھر ہی کام کرتی ہیں تو معلوم ہوا

عورتوں کی تعلیم کا جزو اعظم

تربیت اولاد اور گھر کا کام ہی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بچوں کے کپڑے سینا اور پہنانا ہی عورتوں کا کام ہے بلکہ بچوں کو تعلیم دینا بھی ان کا فرض ہے۔ اور اس کے لئے ان کا خود تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ بچہ کی مذہبی تعلیم۔ امور خانہ داری کا انتظام یعنے حساب کتاب رکھنا۔ صحت کا خیال رکھنا۔ خوراک کے متعلق ضروری معلومات ہونا۔ اوقات کی پابندی کا خیال رکھنا۔ یہ جاننا کہ سونے جاگنے اندھیرے۔ روشنی وغیرہ کا صحت پر کیا اثر ہوتا ہے۔ کیونکہ عورت نے بچہ کے متعلق ان باتوں کو اس وقت کرنا ہے۔ جس وقت کے اثرات ساری عمر کی کوششوں سے دور نہیں کئے جاسکتے۔ مگر ہماری عورتیں ابھی ان باتوں کے متعلق کچھ نہیں جانتیں۔ اس کے لئے سب سے پہلی چیز جو ضروری ہے۔ وہ تعلیم یافتہ عورتوں کا میسر آنا ہے۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ پہلے

استاد عورتیں

میسر آجائیں۔ مردوں کے ذریعہ لڑکیوں کو ایک عرصہ تک تو تعلیم دی جاسکتی ہے۔ زیادہ عمر تک نہیں دی جاسکتی۔ کیونکہ قدرتی طور پر اور رسم و رواج کے لحاظ سے لڑکی جب جوانی کی عمر کو پہنچتی ہے۔ تو اس میں ایک حد تک حیا پیدا کرنا ضروری ہوتا ہے جسے یورپ میں ضروری نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن ہم اسے نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اب ادھر لڑکی میں اس کا پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اور ادھر مرد اُستاد اسے پڑھانے والا ہو۔ تو اس کے جذبات اور احساسات دب جائیں گے۔ کیونکہ وہ اس

عمر کی اُمنگیں اور جذبات کا اظہار نہ کریگی۔ جو عورت اُستاد ہونے پر اس کے سامنے کر سکتی تھی۔ ہمیں لڑکیوں کے لئے ایسے اُستادوں کی ضرورت ہے۔ جو موقع اور محل پر سنجیدگی اور متانت سے بھی کام لیتے ہوں۔ لیکن انہیں ہنسی بھی آسکتی ہو۔ کھیل کود میں بھی اپنے شاگردوں میں حصہ لے سکیں۔ اور ان میں خوش طبعی پیدا کر سکیں۔ یہ باتیں ہم مردوں کے ذریعہ لڑکیوں میں پیدا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مردوں کے ذریعہ یا تو ان میں وہ باتیں پیدا ہو جائینگی۔ جنہیں ہم پیدا نہیں کرنا چاہتے۔ اور جن کے پیدا کرنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ یا وہ مردہ ہو جائینگی۔ ان میں

زندگی کی روح

باقی نہ رہیگی۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ لڑکیوں کے لئے عورتیں اُستاد مہیا کی جائیں۔

جن عورتوں کی پڑھائی کا علیحدہ انتظام کیا گیا ہے وہ دراصل اُستانیاں ہیں۔ نہ کہ طالبات۔ ان میں زیادہ شادی شدہ ہیں۔ اور تھوڑی بن بیاہی ہیں۔ پھر زیادہ وہ ہیں۔ جو پہلے ہی تعلیم یافتہ ہیں۔ اور تھوڑی ایسی ہیں۔ جو کم علم رکھتی ہیں ان سے ہم اُمید رکھتے ہیں۔ کہ جو اپنے گھروں میں رہنے والی ہونگی۔ وہ بھی وقت دینگی۔ اور سکول میں لڑکیوں کو پڑھائینگی تاکہ لڑکیوں میں تعلیم بڑھے۔

دنیا میں یہ عجیب بات ہے کہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے

کسی چیز کا منبع

وسیع ہوتا ہے۔ مگر علم میں یہ بات ہے۔ کہ منبع چھوٹا ہوتا ہے۔ اور آگے جاکر زیادہ وسعت ہو جاتی ہے۔ اُستاد سے لڑکا زیادہ علم رکھتا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ شاگرد کو استاد سے ورثہ میں تجربہ اور عقل بھی ملتی ہے اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں۔ بیشک یہ عورتیں ایسی ہونگی جنہیں ہم

مکمل اُستانیاں

بنا سکیں۔ مگر ان سے جو تعلیم پائینگی۔ وہ ان سے اعلیٰ ہونگی پھر ان سے جو تعلیم پائینگی۔ وہ ان سے اعلیٰ ہونگی یہی یورپ میں ہوا۔ اور یہی یہاں بھی ہو سکتا ہے۔ ہم سکول میں بھی مرد مدرس رکھ کر تعلیم دلا سکتے ہیں۔ مگر اس طرح ایسی کامیابی کی امید نہیں ہو سکتی۔ جیسی اس صورت میں ہے کہ مردوں کے ذریعہ استانیاں تیار کی جائیں۔ اور وہ آگے لڑکیوں کو پڑھائیں تاکہ وہ اپنی شاگردوں سے ہنس کھیل بھی سکیں۔ تربیت تب ہی عمدگی سے ہو سکتی ہے۔ جبکہ استاد شاگرد آپس میں کھیل بھی سکیں مرد یہ نہیں کر سکتے۔ ہاں اگر یہ استانیاں کام کی ہو جائیں۔ تو یہ لڑکیوں سے مل کر رہ سکیں گی۔ جو لڑکیوں کی استاد بھی ہونگی

اور ہمجولی بھی۔ لڑکیاں ان کے ساتھ کھل کر باتیں بھی کرینگی۔ اور ان کے رنگ میں رنگین ہو جائینگی۔

ہم امید رکھتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو یہ استانیاں تیار ہو کر ہماری جماعت کی تعلیم مکمل ہو سکیگی۔ ہم پر دوسروں کی نسبت

بہت زیادہ ذمہ داریاں

ہیں۔ دوسرے لوگ یا تو جہالت پسند کرتے ہیں۔ کہ عورتوں کو تعلیم ہی نہ دلائی جائے۔ یا پھر یورپ کی نقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ہم جہالت کو پسند نہیں کر سکتے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ہر حکمت کی بات مؤمن کی گم شدہ چیز ہے۔ جہاں پائے۔ لے لے۔ مگر دوسری طرف ہم

یورپ کی نقل

بھی نہیں کر سکتے۔ اس وجہ سے ہمیں نیا طریق اختیار کرنا ہے۔ نیا اس لئے کہ اب تک جاری نہیں۔ ورنہ اسلام میں تو موجود ہے۔ اب ہم نے جو کوشش شروع کی ہے۔ وہ اگرچہ بہت چھوٹے پیمانہ پر ہے۔ لیکن ہر بات ابتدا میں چھوٹی معلوم ہوتی ہے۔ اور اپنے وقت پر اس کا نتیجہ نکلتا ہے۔ یہی مدرسہ احمدیہ جو اس حد تک ترقی کر گیا ہے۔ اس کے متعلق کئی دفعہ بعض لوگوں نے چاہا۔ کہ اسے توڑ دیا جائے۔ مگر جو توڑنے والے تھے۔ وہ آج خود زبان حال سے کہہ رہے ہیں۔ ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین۔ کاش! ہم ایسا ہی کرتے۔ غیر مبایعین کی طرف سے آواز آ رہی ہے۔ کہ مولوی نہیں ہیں اس کے لئے کوئی انتظام ہونا چاہیئے۔ تو

خواتین کی تعلیم

کے متعلق جو کوشش کی گئی ہے۔ وہ ابتدائی حالت میں ہے اور ہم اس کو کافی نہیں سمجھتے۔ لیکن ابتدائی کام اس طرح شروع نہ کریں۔ تو نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بالکل رہ جاتا ہے۔ اگر تعلیم کا کام اسی طرح جاری رہا۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ ۲،۳ سال میں ایسی استانیاں تیار ہو جائیں گی۔ کہ ہم مڈل تک لڑکیوں کا سکول جاری کر سکیں گے۔ پھر مڈل تک تعلیم یافتہ لڑکیوں کو پڑھا کر انٹرنس تک کے لئے اُستانیاں تیار کر سکیں گے۔ پھر ان سے لیکر اور اعلیٰ تعلیم دلا سکیں گے۔ ابھی ہمیں ایسی اُستانیوں کی بھی ضرورت ہے۔ جو لڑکیوں کو

نرسنگ اور ڈاکٹری کی تعلیم

دے سکیں۔ اس کے لئے چودہری غلام محمد صاحب نے اپنی لڑکی کو ڈاکٹری سکول میں داخل کرکے اچھی بنیاد رکھ دی ہے۔ اگر لڑکی کو بھی اس کام کو پورا کرنے کی اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ تو ہمیں بنی بنائی لیڈی ڈاکٹر مل جائیگی۔

یہ ابتدا ہے۔ اگر یہ کام جاری رہا۔ اور اگر عورتوں نے ہمت کی۔ تو بہت کچھ کامیابی ہو سکتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ بھی انکی

مدد کرے گا۔

یہی ایڈریس

جو اس وقت پیش کیا گیا ہے۔ لجنہ کی سکرٹری نے جو میری بیوی ہیں۔ بہت کوشش کی۔ کہ میں اس کو دیکھکر اصلاح کردوں۔ لیکن میں نے کہا۔ میں ایک لفظ کی بھی اس میں کمی بیشی نہ کروں گا۔ میں نے کہا۔ تم سمجھتی ہو۔ اگر تمہارے لکھے ہوئے ایڈریس میں کوئی غلطی ہوئی۔ تو لوگ تمہیں جاہل کہیں گے۔ مگر مرد بھی غلطیاں کرسکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ پھر تمہیں کیا خوف ہے۔ وہ ناراض بھی ہوئیں۔ مگر میں نے ان کے مضمون میں دخل نہ دیا۔ میرا مطلب یہ تھا۔ کہ اس طرح امداد دینا عورتوں میں بزدلی پیدا کرنا ہے۔ عورتیں تبھی کام کرسکتی ہیں۔ جب وہ

جرأت اور دلیری

سے کام لیں۔ مجھے سب سے بڑی تعلیم جو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے دی۔ وہ یہی تھی کہ جب میں پڑھتے ہوئے کوئی سوال کرتا۔ تو آپ فرماتے۔ میاں آگے چلو۔ اس سوال کے متعلق گھر جاکر خود سوچنا۔ گویا آپ مجھے کوئی سوال نہیں کرنے دیتے تھے۔ حافظ روشن علی صاحب کی عادت تھی۔ کہ سوال کیا کرتے تھے۔ اور انہیں جواب بھی دیتے تھے۔ مگر مجھے جواب نہ دیتے۔ اور بعض اوقات تو میرے سوال کرنے پر حافظ صاحب پر ناراض بھی ہوتے۔ کہ تم نے اسے بھی سوال کرنے کی عادت ڈال دی ہے۔ عورتیں کہتی ہیں۔ تم ہمیں تعلیم نہیں دیتے۔ اس لئے ہم علم میں پیچھے ہیں میں پوچھتا ہوں۔ ہمیں کس نے تعلیم دی۔ خدا تعالےٰ نے علم اکٹھا کرکے مردوں کے پاس نہیں بھیجدیا تھا۔ کہ مردوں نے سارے کا سارا خود لے لیا۔ اور عورتوں کو اس میں سے حصہ نہ دیا۔ مردوں نے خود کوشش کرکے سیکھا۔ انہیں آگیا۔ تم بھی کوشش کرو اور سیکھو۔ اور اصل بات تو یہ ہے جس قدر مردوں کو علم سیکھنے میں بیرونی مدد مل سکتی تھی۔ اس سے زیادہ عورتوں کو مل سکتی ہے۔ کیونکہ مرد انہیں سکھانے کے لئے تیار ہیں۔ مگر ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ عورتیں جرأت سے کام لیں۔ مضمون لکھنے تقریر کرنے کی کوشش کریں۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا۔ کہ لوگ ان کے مضمون پڑھ کر یا تقریر سن کر ان کی غلطیوں پر ہنسیں گے۔ مگر ایسے چند ہی لوگ ہونگے۔ زیادہ تر وہی ہونگے۔ جو ان کی جدوجہد کو دیکھکر محسوس کرینگے۔ کہ وہ

قابل عزت

ہیں۔

یہ بہترین نصیحت ہے۔ جو میں ممبران لجنہ کو کرسکتا ہوں۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہتا ہوں۔ کہ وہ

ممبر بڑھانے کی کوشش

کریں۔ لجنہ نے ابھی تک اس کے متعلق کچھ نہیں کیا۔ یہی ضروری نہیں۔ کہ جو پڑھی لکھی عورتیں ہوں۔ انہی کو ممبر بنایا جائے۔ بلکہ جو سنجیدگی سے بات کرسکتی اور سن سکتی ہیں۔ خواہ وہ ایک لفظ بھی نہ جانتی ہوں۔ ان کو بھی ممبر بنایا جائے۔ اعلیٰ کام ہمیشہ تعاون سے ہوتے ہیں۔ پس دوسری عورتوں کو بھی لجنہ میں شامل کرنا چاہیئے۔ آج اگر لجنہ کی ممبرات پچاس ساٹھ عورتیں ہوتیں۔ تو ان پر بھی کئی قسم کے نیک اثرات ہوتے۔

اب چونکہ مغرب کی اذان ہوگئی ہے۔ اور میرا گلہ بیٹھا ہوا ہے۔ اس لئے میں اس

دعا

پر تقریر ختم کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ ہماری جماعت کے اس حصہ کو بھی ترقی کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس پر اپنا فضل نازل کرے۔ جو مستورات کا حصہ ہے۔

اہل وطن سے خطاب

ایک زیر تالیف کتاب کی تمہید

اسلام کی اخلاقی تعلیم پر میں ایک کتاب تالیف کر رہا ہوں۔ اس کی جو تمہید میں نے مختصراً لکھی ہے۔ وہ احباب کے استفادہ کے لئے اخبار کے ذریعہ شائع کرتا ہوں۔ یہ کتاب چونکہ اردو میں ہندوستانی اہل وطن لوگوں کیلئے لکھی گئی ہے۔ اسلئے تمہید میں وہی مخاطب ہیں۔ سید محمد اسحاق

اہل وطن! تم پر سلامتی بھیجنے کے بعد میں درد دل سے گذارش کرتا ہوں۔ کہ آج سے تیرہ سو برس کا عرصہ گذرتا ہے۔ کہ ملک عرب کے دارالخلافہ مکہ میں وہاں کے سب سے معزز خاندان میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام محمدؐ رکھا گیا (میرے ماں باپ اس پر قربان ہوں صلی اللہ علیہ وسلم) وہ چالیس سال تک ایک نیکنام و نیک بخت شہری کی زندگی بسر کرتا رہا۔ اس کے چال چلن کے متعلق دوست دشمن سب مداح تھے۔ اور قوم کی نظر میں وہ امانت و دیانت میں یگانۂ روزگار سمجھا جاتا تھا۔ مگر اسکی ساری قوم بت پرستی کواکب پرستی۔ قتل و غارت۔ زنا۔ ظلم و تعدی۔ شراب نوشی و جوئے بازی وغیرہ وغیرہ تمام قبیح و مذموم کاموں میں مبتلا تھی۔ وہ ساری عمر اپنی قوم کی اس حالت پر کڑھتا رہا۔ اور جوں جوں اس کی عمر زیادہ ہوتی گئی۔ اس کی دردمندی بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ جب وہ چالیس برس کے قریب پہنچا۔ اور اس سے قوم کی حالت دیکھی نہ گئی۔ تو وہ غاروں۔ پہاڑوں کی کھوؤں اور جنگلوں میں اکیلے خدا کو پکارنے کیلئے شہر سے غائب رہنے لگا۔ اور ایک روز حرا نام ایک غار میں خدا کا جبرئیل فرشتہ اس کے پاس آیا۔ کہ خدا کا نام لیکر خدا کی طرف لوگوں کو بلاؤ۔ اور ساری دنیا کو توحید اور نیکی کی طرف کھینچ لاؤ۔ وہ فوراً واپس قوم کے پاس آیا۔ اور ان کو خدا کا یہ پیغام سنایا۔ مگر قوم نے ہنسی کی۔ ٹھٹھا کیا۔ اسے مارا۔ زخمی کیا۔ جو لوگ اس پر ایمان لائے۔ ان کو دکھ دیئے گالیاں دیں۔ بُرا بھلا کہا۔ مارا پیٹا۔ اور جن جن کو قتل کرسکے کردیا۔ مگر اس کا اور اس کے ساتھیوں کا راستی سے قدم نہ ڈگمگایا۔ اور وہ دردمندی سے لوگوں کو سیدھے راستہ کی طرف بلاتا رہا۔ اور جب لوگوں نے اس سے پوچھا۔ کہ تمہارا کیا مشن ہے۔ تو اس نے کہا۔ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ۔ یعنی میں اس لئے بھیجا گیا ہوں۔ کہ جس قدر بھی نیک عادات پاک خصائل اور پسندیدہ اخلاق ہیں۔ ان کو دنیا میں قائم کروں۔ یہ تھا اس شخص کا مشن اور یہی کام اس نے ساری عمر کیا یہی وہ مکہ والوں کو تعلیم دیتا رہا۔ اور یہی تعلیم اس نے مدینہ والوں کے سامنے پیش کی۔ جبکہ تیرہ سال متواتر تکلیفیں دینے کے بعد اسکی قوم نے اسکو اسکے پیارے وطن سے نکال باہر کیا۔ اور پھر جب وہ خدا کے فضل سے مدینہ سے دس ہزار پاکدل صاحب اخلاق جاں نثار قدوسیوں کے جھگھٹے میں فاتحانہ حیثیت سے مکہ میں داخل ہوا۔ تب بھی اس نے وہاں کے خونخوار ظالم قاتل بھیڑیوں کو لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمْ کہکر کہ جاؤ میں تم کو معاف کرتا اور جن جرائم کا تم سے ارتکاب ہوا ہے انہیں یک قلم فراموش کرتا ہوں۔

یہ حسن اخلاق ہی کا ایک بے نظیر معاملہ تھا۔ جو اس پاکباز انسان نے دکھایا۔ پس مجھ بداخلاق شخص کے لئے ضروری ہوا۔ کہ میں اس کے اطلاق اور اس کی اخلاقی تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کردوں تاکہ اس بے نظیر شخص کے اخلاق پڑھ کر اپنی بداخلاقیوں پر نادم ہوتا ہوا ان کو چھوڑنے کی کوشش کروں۔ اور تاکہ آپ اے میرے وطنی بھائیو اردو زبان میں اس کے اخلاق اور اخلاقی تعلیم سے واقف ہوکر معلوم کرسکیں۔ کہ وہ پاک شخص جسے آج ایک دنیا بدنام کرنے کی ناپاک کوشش کررہی ہے۔ کیسا صاحب اخلاق پاکدل اور ہمہ تن پاکیزگی تھا۔ اللھم صلّ علےٰ محمدٍ و اللھم بارک علےٰ محمدٍ۔ بالآخر میں تجھ سے اے میرے خدا التجا کرتا ہوں۔ کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا پرتو مجھ پر ڈال اور توفیق دے کہ میں اپنی روش اور اپنا طریق عمل وہی بنالوں۔ جو تیرے سب سے بڑے محبوب کا تھا۔ اور مجھے آپ کا روحانی وارث بنا۔ جس طرح یا جیسا کہ ایک جسمانی نسبت دی ہے۔ ؎

گرچہ خوردیم نسبتے است بزرگ ذرّہ آفتاب تابانیم

حضرت سید عبداللطیف صاحب شہید کے ایک صاحبزادہ کا خواب

مبایعین حق پر ہیں

بتاریخ لیل چہارشنبہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء در شہر پشاور خواب بودم. کہ جناب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام را بخواب دیدم - جناب موصوف رو بطرف جنوب نشستہ بود. گرداگرد مبارکش تمام مردم افغانان کسے استادہ و کسے نشستہ بودند. و روبرو مبارک مایان سہ نفر برادران عبدالسلام و احمد ابوالحسن و محمد طیب نشستہ بودیم. مگر نزدیک جناب اقدس جناب احمد ابوالحسن کہ حال باشندہ قادیان شریف است بود - دریں اثنا ما برادران از حضور مبارک درخواست بیعت را نمودیم - مگر آنحضرتؑ فرمودند کہ من برائے دیگر شخص اجازت می دہم - کہ بیعت شما را بگیرند. مایان فوراً دوبارہ برائے ہماں افغانان گفتیم کہ شما بزبان اردو عرض ما را بحضور آنحضرتؑ بکنید - کہ ما بیعت خود حضرت را تقدس میدانیم - بمجرد گفتن ما آنحضرت آنحضرتؑ جواب ما را بزبان اردو فرمودند - کہ در بین بیعت من و ہماں شخص فرق نیست - دریں وقت فوراً من گفتم - کہ مراد آنحضرتؑ حضرت عالی خلیفۃ المسیح ثانی مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب ہستند - باز ما خاموش شدیم - دریں اثنا از ہماں افغانہا کہ بحضور آنحضرتؑ حاضر بودند - یکے از انہا نام مبارک آنحضرتؑ را بدیں الفاظ گرفت - کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فقط دیگر چیزے نگفت از یں گفتن او یقین نمودم - کہ آنحضرتؑ بہمیں راضی ہست - حالانکہ آنحضرتؑ بطرف ہماں شخص بغور نظرے نمود - در عالم خواب بدل خود گفتم - کہ ازیں سکوت آنحضرتؑ کہ درود بالائے او گفتہ مے شود و آنجنابؑ منع نمے کند - حالانکہ درود گفتن بالائے رسولاں و انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سنت ہست معلوم شد - کہ مولوی محمد علی و صاحبزادہ سیف الرحمن پشاوری در انکار نبوت آنحضرتؑ و خلافت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر غلط ہستند - دریں اثنا نظارہ بدل شدہ آنحضرتؑ از طرف خانہ آمد - و روبرو بقبلہ بنماز خواندن مشغول شد - مگر تنہا بود - کسے دیگر را ندیدم - فقط

تحریر یوم چہارشنبہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء
مطابق ۱۶ رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۴ھ
محمد طیب احمدی بقلم خود

ترجمہ

۳۱ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء کی رات کو میں شہر پشاور میں سویا ہوا تھا. میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا. کہ حضور جنوب کی طرف منہ کئے بیٹھے ہیں - اور حضور کے ارد گرد تمام افغان لوگ ہیں - جنہیں سے بعض بیٹھے ہیں - اور بعض کھڑے ہیں - اور حضور کے سامنے ہم تینوں بھائی عبدالسلام و احمد ابوالحسن و محمد طیب بیٹھے ہوئے ہیں - مگر سب سے زیادہ حضور کے قریب جناب ابوالحسن صاحب جو کہ اسوقت قادیان میں سکونت پذیر ہیں - بیٹھے ہیں - اسی اثناء میں ہم تینوں نے حضور سے بیعت کی درخواست کی - مگر حضور نے فرمایا کہ میں نے ایک اور شخص کو تمہاری بیعت لینے کی اجازت دی ہے - اسپر ہم نے فوراً ان افغانوں سے کہا کہ تم اردو میں حضور کی خدمت میں ہماری طرف سے عرض کرو کہ ہم حضور کی بیعت کو مقدس سمجھتے ہیں - یہ کہنے پر حضور نے ہمیں اردو میں یہ جواب دیا - کہ میری اور اس شخص کی بیعت میں کوئی فرق نہیں ہے - اس وقت فوراً میری زبان سے یہ نکلا - کہ اس شخص سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب ہیں - پھر ہم خاموش ہو گئے - اسی اثناء میں ان افغانوں میں سے جو حضور کی خدمت میں حاضر تھے - ایک نے آنحضورؑ کا نام مبارک صرف ان الفاظ میں لیا - کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام - اس کے سوا کچھ نہ کہا - اس کے یہ کہنے سے مجھے پختہ یقین ہو گیا کہ آنحضرتؑ اسپر راضی ہیں - حالانکہ آپ نے اس شخص کی طرف غور سے بھی دیکھا - میں خواب میں ہی اپنے دل میں کہتا ہوں - کہ حضور پر درود پڑھنے پر حضور کے خاموش رہنے اور منع نہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اور صاحبزادہ سیف الرحمن صاحب پشاوری حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خلافت کے انکار کی وجہ سے غلطی پر ہیں - کیونکہ درود رسولوں اور انبیاء پر کہنے کی سنت ہے -

اسی اثناء میں نظارہ بدل گیا - حضور گھر کی طرف سے تشریف لائے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے - مگر تنہا تھے کسی کو آپ کے ساتھ نماز پڑھتے میں نے نہ دیکھا ✽

مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محلی اور مباہلہ کا اثر

فرنگی محل لکھنؤ کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ وہ باوجود مقلد جامد ہونے کے مسئلہ تکفیر مسلم میں بہت احتیاط کرتے رہے ہیں - سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کیوقت ہندوستان کے کونہ کونہ سے کفر کے فتاوے تیار ہو کر تقسیم ہوئے - مگر نہ ہوئے تو فرنگی محل سے میرے نزدیک یہی وجہ ہے - کہ لکھنؤ میں احمدیت کی پورے طور پر اشاعت نہیں ہوئی - کیونکہ جن شہروں میں حق کی پورے طور پر مخالفت نہیں ہوتی وہاں حق دیر میں پھیلتا ہے - پھر مسئلہ قتل مرتد کی بناء احمدیت کی تبلیغ ہے - لہٰذا میں اگر کہوں - کہ قتل مرتد کی تائید کرنیوالے دراصل احمدیت یا اسلام کے مخالف ہیں - تو بے جا نہ ہو گا - اور اس مسئلہ میں جو شخص مخالفت کریگا - اس کا منشاء چونکہ احمدیت کی مخالفت کرنا ہے - لہٰذا اس کا بھی وہی حشر ہو گا - جو احمدیت کے متشدد مخالفوں کا ہوتا آیا ہے -

سلسلہ ارتداد پر فرنگی "دارالعلم والعمل" سے ۴۸ صفحہ کا ایک رسالہ شائع ہوا - جس کا نام ہے "سرالاصلاح" "تار و خطوط امام الوقت اعلیٰ حضرت مولانا قیام الملت والدین محمد عبدالباری صاحب مدظلہ العالی متعلق اظہار نفرت بر سزائے ارتداد مع جوابات"

اس رسالہ کے صفحہ ۲۷ پر مولانا عبدالباری صاحب تحریر فرماتے ہیں :- "میں دلائل شرعی کے علاوہ آپ کے ارشاد کے موافق اسپر مباہلہ بھی کر سکتا ہوں - اسکی ضرورت کیا ہے - کوئی مقابل ہو - میں خود بجلت عرض کرتا ہوں - کہ قتل مرتد میرے نزدیک کتاب و سنت و اجماع امت و قیاس صحیح سے ثابت ہے - یہ دوسری بات ہے - کہ کون مرتد کب کہاں قتل کیا جائے - یا کون مرتد نہ قتل کیا جائے"

ناظرین نے مولانا کے قلم سے مباہلہ کے الفاظ تو پڑھ لئے - اب ذرا اس کا نتیجہ ملاحظہ فرمایئے :- ابھی ایک سال بھی نہ ہوا تھا کہ ۵ رجب سنہ ۱۳۴۴ھ کو مولانا نے انتقال فرما کر اپنی موت سے یہ ثابت کر دیا کہ قتل مرتد اسلام پر ایک بہتان ہے - اور کتاب و سنت و اجماع امت و قیاس صحیح کے علاوہ خدا تعالیٰ کے فضل نے یہ ثابت کر دیا کہ قتل مرتد ہرگز اسلام میں جائز نہیں ہے - موجودہ زمانہ میں قتل مرتد کا مسئلہ احمدیت کی وجہ سے اٹھا - اس لئے اگر میں یہ کہوں کہ یہ مباہلہ مسئلہ قتل مرتد کے بارہ میں نہ تھا - بلکہ احمدیت کے بارے میں تھا - اور اس مباہلہ کے اثر نے اہل لکھنؤ کے لئے احمدیت کی سچائی کا ایک کھلا نشان ظاہر کیا تو بیجا نہ ہو گا - مولانا صاحب کی عمر صرف ۴۹ سال کی تھی صحت بھی بہت اچھی تھی - لیکن مولانا صاحب نے مباہلہ کر کے خود اپنے ہاتھوں اپنی موت کو طلب کیا - اور اگر موت کو اس طرح طلب نہ کرتے تو اسلام کی حقانیت کیسے ظاہر ہوتی - اسلام پر جو بہتان لگایا گیا وہ کیسے دور ہوتا - احمدیت کی صداقت کا کیسے ڈنکا بجتا - فی الحال اسی قدر

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل۔ ایڈیٹر)

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی)

بعدالت جناب شیخ محمد حسین صاحب سب جج درجہ چہارم راولپنڈی

کشن سنگھ ولد جوالا سہائے ساکن کھوئی۔ تحصیل کہوٹہ مدعی۔

بنام

گلاب خاں ولد فنا خاں ساکن کھوئی

ہرگاہ مدعا علیہ مقدمہ بالا حاضری عدالت سے عمداً گریز کر رہا ہے۔ اور تعمیل سمن اپنے اوپر نہیں ہونے دیتا ہے۔ اس تاریخ پیشی مقدمہ ۳۱ مئی ۲۶ء مقرر کی گئی ہے۔ لہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی بذریعہ اشتہار ہذا مشتہری کی جاتی ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکورہ بالا مورخہ آئندہ تاریخ پیشی پر برائے جوابدہی مقدمہ بالا اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا نہ ہوگا۔ تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاویگی۔

آج بتاریخ ۲۸ اپریل ۱۹۲۶ء بہ ثبت مہر عدالت و دستخط ہمارے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم

ممالک غیر کی خبریں

انگلستان میں عام ہڑتال

——برطانیہ میں ان مزدوروں نے جو کوئلہ کی کانوں میں کام کرتے ہیں۔ اضافہ مزدوری کا مطالبہ کیا تھا۔ لیکن مالکان راضی نہ ہوئے۔ آخر بذریعہ گفت و شنید معاملہ طے کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن اس میں بھی ناکامی ہوئی۔ اب کوئلہ کی تمام کانیں بند ہوگئی ہیں۔ ٹریڈ یونین کانگریس نے مزدوروں کی حمایت میں عام ہڑتال کرادی ہے۔ ٹریڈ یونین نے ضروری سامان خوراک کی تقسیم کا کام اپنے ذمے لیا ہے +

——باوجودیکہ ارکان وزارت اور ٹریڈ یونین والوں کے درمیان ایوان دارالعوام میں متعدد بار بات چیت ہوئی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ ۱۱½ بجے اعلان کر دیا گیا۔ کہ گفت و شنید بے سود ثابت ہوئی۔ اور آج رات کو ۱۲ بجے سے ہڑتال کر دی جائے گی +

——لنڈن ۴ رمئی۔ جس قدر آدمی باربرداری اور رسد رسانی معماری چھاپہ خانہ اور دیگر مختلف حرفتوں اور پیشوں میں کام کرتے ہیں۔ انہوں نے رات کے ۱۲ بجے سے ہڑتال کر دی +

——لنڈن۔ ۳ رمئی، آج ایک پرچہ کے سوائے اور کوئی اخبار شام کا چھپنے والا شائع نہیں ہوا۔ ملک بھر کے اخبار بند ہیں +

——لنڈن ۳ رمئی۔ جس عام ہڑتال کی دھمکی دی گئی ہے اس کی وسعت کا اس واقعہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ اس وقت تقریباً ۱۰ لاکھ آدمی کام چھوڑ چکے ہیں۔ اور عام ہڑتال میں ۱۵ لاکھ آدمی شامل ہو گئے ہیں +

——لنڈن ۳ رمئی۔ لنڈن کی مشہور تفریحگاہ ہائیڈ پارک کی عوام کے لئے بندش ہو گئی ہے۔ یہاں دودھ کا گودام رکھا جائے گا۔ جہاں سے تمام لنڈن میں دودھ تقسیم ہوگا۔

——لنڈن ۳ رمئی۔ اگر عام ہڑتال ہوئی۔ تو ڈاک کا کام طیاروں سے لیا جائے گا۔ ممکن ہے۔ ان سے رسد رسانی اور باربرداری کا کام بھی لیا جائے۔

——لنڈن۔ ۵ رمئی۔ گورنمنٹ نے ایک سرکاری اخبار جاری کر دیا ہے۔ جس کی قیمت ایک پنس ہے۔ پہلا پرچہ جو زیر اہتمام محکمہ اسٹیشنری شائع ہوا ہے۔ ۷ ہزار سے زیادہ نہیں چھپا۔ اس میں چار ورق ہیں۔ لیکن اندر کے صفحات کورے ہیں۔ اخبار میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ یہ ہڑتالیوں کی اس خاص تدبیر کا جواب ہے۔ جس میں وہ رائے عامہ کو خراب کرنا چاہتے ہیں۔ تقریباً تمام اخباروں کو متفقہ عمل یا جبر سے خاموش کر دیا ہے۔ اور آج یہ قوم عظیم افریقی جشیوں کے درجہ کو پہنچ گئی ہے کہ اس کو صرف زبانی خبریں مل سکتی ہیں۔ اگر یہی حالت رہی۔ تو افواہوں کی کثرت سے فضا مسموم ہو جائے گی۔ جس سے تھلکہ مچ جائے گا اور انتظامات میں ابتری پیدا ہو جائے گی۔

گزٹ کی اشاعت گورنمنٹ کے لامحدود وسائل سے کام لے کر جلد بڑھا دی جائے گی۔ اور اس کے ذریعہ تمام برطانوی شہریوں کی رہنمائی اور خبر رسانی کا کام لیا جائیگا۔ گزٹ میں لوگوں سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ خدا کے لئے قوی دل اور مرد میدان بنے رہو۔

لورپول، مانچسٹر، نیو کاسل اور نواحی اضلاع میں گزٹ کی اشاعت طیاروں کے ذریعہ کی گئی +

——اکناف ملک سے رضا کار لوگ بتعداد کثیر چلے آ رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے گورنمنٹ کو اپنی تدابیر بروئے کار لانے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوئی۔ سرکاری طور پر اطمینان دلایا گیا ہے۔ کہ لوگ گھبرائیں نہیں۔ اجناس خوراک، ایندھن یا پٹرول وغیرہ میں کوئی کمی نہیں محسوس ہوگی۔ ٹرینوں کی تعداد محدود ہو گئی ہے +

گورنمنٹ نے پرائیویٹ طور پر نقل و حرکت کا ہر ذریعہ اپنے قبضہ میں لے لیا ہے، وزارت باربرداری اور رسد رسانی نے ۵۰۰ موٹر لاریاں قبضہ میں لے لی ہیں۔ اور ان سے کام لے رہی ہے۔ بحر اطلانطیق کے بیڑہ کا سرمائی سفر ملتوی کر دیا گیا، اور بحری فوج کو سواحل پر تعینات کر دیا گیا ہے،

——لنڈن کے آٹھ تھیئٹر بند ہو گئے ہیں۔ اور جس قدر گھوڑ دوڑیں ہونے والی تھیں۔ سب کا پروگرام منسوخ کر دیا گیا ہے۔ مانچسٹر میں تمام گاڑیاں بند ہو گئی ہیں۔ اور اڈنبرا میں بھی برائے نام گاڑیاں چلتی ہیں، لورپول میں بارہم اور آلیز نامی جنگی جہاز اجناس خوراک اتار رہے ہیں +

——"برٹش گزٹ" نے قوم سے بدیں الفاظ اپیل کی ہے "یا تو ہڑتال کو قوم کا شیرازہ درہم برہم کرنے دیجئے۔ یا اس کمبخت ہڑتال کا خاتمہ کیجئے"

——لنڈن ۵ رمئی۔ البرٹ اسکوائر مانچسٹر میں فساد ہوا۔ لیکن پولیس نے مجمع کو منتشر کر دیا۔ مجمع میں زیادہ تعداد بیکار لوگوں کی تھی +

——غیر سرکاری خبروں سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ سب سے زیادہ ہنگامہ گلاسکو میں ہوا۔ جہاں مجبوراً سوار پولس کو طلب کیا گیا۔ مجمع ٹرام گاڑیوں اور موٹروں پر حملہ کر رہا تھا۔

——سب اخبار بند ہو گئے تھے۔ لیکن اب کوئی کوئی نکلنے لگا ہے۔ گو بہت بری حالت میں شائع ہوتے ہیں۔ ایک دو صفحہ کا پرچہ تین پنس کو بکتا ہے +

——لنڈن۔ ۵ رمئی۔ ڈیلی ہیرالڈ کے دفتر میں ہڑتال ایڈیشن والا پرچہ چھپ رہا تھا۔ کہ پولس نے چاروں طرف سے جا گھیرا اور چھپنا بند کر دیا گیا۔ اور جس قدر پرچے چھپ چکے تھے۔ وہ خفیہ پولس والے ضبط کر کے لے گئے۔ لیکن لیبر پارٹی نے فوراً ایک اخبار بنام "برٹش ورکر" شائع کر دیا۔ اور لکھا۔ کہ یہ گورنمنٹ کی حرکتوں کا جواب ہے۔ اسی اخبار میں یہ خبر بھی شائع ہوئی ہے۔ کہ ملاحوں اور فائرمینوں کی انجمنوں نے بھی ہڑتال کا اعلان لورپول میں کر دیا ہے +

سب سے پر لطف خبر یہ ہے۔ کہ حکومت روس نے ہڑتالیوں کی مالی امداد کا انتظام کر دیا ہے +

——وزیر اعظم مسٹر بالڈون نے حسب ذیل الفاظ میں قوم سے فریاد کی ہے۔ ملک کی آئینی حکومت پر حملہ ہو رہا ہے۔ اس لئے وہ تمام نیک شہری جن کے کاروبار کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ تمام مصیبت کو صبر و تحمل سے برداشت کریں۔ حکومت کی پشتیبانی کرو۔ حکومت اپنا فرض ادا کر رہی ہے۔ یقین مانئے۔ کہ گورنمنٹ نے وہ تمام تدابیر اختیار کی ہیں۔ جن سے وہ قوم کے حقوق اور آزادی کی حفاظت کرے گی۔ قوانین انگلستان قوم کا فطری حق ہیں۔ قوم ہی ان کی محافظ و نگہبان ہے۔ قوم نے پارلیمنٹ کو اپنا محافظ و سرپرست قرار دیا ہے۔ یہ عام ہڑتال پارلیمنٹ کے خلاف ایک اعلان میارزطلبی ہے۔ اور یہ وہ راستہ ہے۔ جو تباہی و بربادی اور بدنظمی کی طرف لے جائیگا +

——لنڈن ۵ رمئی۔ انگلستان میں جا بجا بلوے شروع ہو گئے ہیں۔ شہر گلاسگو پر سب سے زیادہ اثر پڑا ہے۔ ٹریم گاڑیوں پر حملے کئے گئے۔ اور چلانے والوں کو پیٹا گیا۔ بعض مقامات پر پولیس کو اپنے ڈنڈے استعمال کرنے پڑے +

——سرکاری خیال یہ ہے۔ کہ صورت حالات امید افزا ہے۔ اور سامان خوراک تمام قوم کے لئے کافی تعداد میں موجود ہے۔

——ملاحوں اور گاڑی بانوں نے بھی ہڑتال میں شریک ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے +

——لنڈن ۶ رمئی۔ ایڈنبرا میں کل بہت رات گئے عوام کے ایک بڑے مجمع اور پولیس کے مابین جھگڑا ہو گیا۔ جس میں بوتلیں اور پتھر پھینکے گئے۔ دوکانوں کی کھڑکیاں توڑ دی گئیں۔ اور دو دوکانیں لوٹ بھی لی گئیں۔ پانچ کانسٹیبل اور شہریوں کی ایک کافی تعداد اسپتال پہونچائی گئی +

——لنڈن ۶ رمئی۔ وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس امر کے امکانات نہیں ہیں۔ کہ ہڑتال کی وجہ سے بحری تاروں کا سلسلہ پیامات مسدود ہو جائے +

(منشی حمید الرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)